



جہاد کی ضرورت واہمیت

تالیف: حافظ محمد فرمان علی

رضا اکیڈمی لاہور

سلسلہ اشاعت نمبر 177

بسم الله الرحمن الرحيم نشان منزل

محمد نشاناتش قصوری

رکن رضا اکیڈمی لاہور

عزیز القدر حافظ محمد فرمان علی، زید مجدہ نے کچھ وقت جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں تعلیم حاصل کی پھر ان کا کراچی جانا ہوا۔ اور جہاد کی طرف رغبت نے اہل سنت و جماعت کی نمائندہ جہادی تنظیم لشکر اسلام سے وابستہ کر دیا آج کل باقاعدہ مجاہد کا کردار سرانجام دے رہے ہیں۔ اسی سلسلہ میں موصوف نے،، اسلام کے عظیم ترین رکن،، جہاد کی ضرورت اہمیت پر دو مضمون قلم بند کئے ہیں۔ جس میں مصروف ہو کر راہ شہادت پر گامزن ہیں۔ جو ایک سچے مسلمان کا سب سے بڑا نمونہ ہوتا ہے۔ اور دونوں جہان میں سرفرازی کا ضامن ہے۔

مسلمان کے لیے دونوں جہان میں سرفرازی ہے

مرنے سے شہید اور زندہ رہ جائے تو غازی ہے

استاذی الکریم حضرت علامہ ابوالفضیاء محمد باقر ضیاء النوری بصیر پوری رحمۃ

اللہ تعالیٰ اپنی ایک جہادی نظم میں فرماتے ہیں۔

مجاہدوں کی بات بھی ضیا عجیب بات ہے

حیات بھی حیات ہے ممت بھی حیات ہے

نام کتاب جہاد کی ضرورت و اہمیت

تحریر حافظ محمد فرمان علی

صفحات 48

ناشر رضا اکیڈمی، لاہور۔

مطبع احمد سجاد آرٹ پریس، لاہور۔

قیمت دعائے خیر بحق معاونین رضا اکیڈمی رجسٹرڈ، لاہور۔

عطیات بھیجنے کے لیے

رضا اکیڈمی اکاؤنٹ نمبر ۳۸/۹۳۸، حبیب بینک و سن پورہ برانچ، لاہور۔
بذریعہ ڈاک طلب کرنے والے حضرات 10 روپے کے ٹکٹ ارسال کریں۔

ملنے کا پتہ:

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ)

مسجد رضا محبوب روڈ، چاہ میراں، لاہور، پاکستان کوڈ نمبر ۵۴۹۰۰

فون نمبر 7650440

فریضہ جہاد اور شہید کی زندگی

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

کُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كَرْهٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا
خَيْرٌ لَّكُمْ ، وَعَسَىٰ أَن تَحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ
وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ (سورة بقرہ: ۲۱۶)

”فرض ہو اتم پر خدا کی راہ میں لڑنا اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور قریب ہے کہ
کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات
تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“
اس آیت مبارکہ سے پتہ چلا کہ جہاد مسلمانوں پر فرض ہے عام حالات میں جب کہ
مسلمان امن و سکون کی زندگی بسر کر رہے ہوں تو فرض کفایہ ہے کہ مجاہدین کی ایک
ماعت اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دشمنوں اور اسلام کے غداروں
سے لڑتی رہے۔ تاکہ مسلمانوں کے خلاف شیطانی قوتوں کو سر اٹھانے کا موقع نہ مل
سکے لیکن جب کفار مسلمانوں کے شہروں پر چڑھائی کر آئیں یا مسلمانوں کے کسی
مقام پر قبضہ کر لیں تو جہاد فرض عین ہو جاتا ہے موجودہ حالات میں کئی اسلامی ممالک
عراق، لبنان، فلسطین وغیرہ اور کئی اسلامی
ممالک ایسے ہیں جہاں کفار کا مکمل قبضہ ہے اور وہاں اسلام کا نام لینا بھی جرم سمجھا جاتا
ہے۔ سپانیہ، پین، اندلس، طرابلس وغیرہ کا یہی حال ہے جب کہ کسی زمانے میں یہ

رضا اکیڈمی لاہور جس کا مقصد واحد ہی صحیح اسلامی تبلیغ کے لیے مفید ترین
کتب کی اشاعت اور بالکل مفت ہر اہل ذوق تک پہنچانا ہے۔
ایک مدت سے اس اہم فرض کی ادائیگی میں مصروف عمل ہے۔

بجہد تعالیٰ و بجاہ حبیب الاعلیٰ ﷺ یہ ادارہ دو سو سے زائد مختلف
موضوعات پر پانچ لاکھ سے زیادہ کتابیں شائع کر کے تقسیم کر چکا ہے دنیائے اسلام
کے بیشتر ممالک سے اہل علم و فضل حضرات نے اس ادارہ کو جن محبت بھرے کلمات ترجمہ:

تحسین و تبریک اور دعوات مستجابات سے نوازا ہے۔ اگر انہیں کتابی صورت میں شائع کیا
جائے تو سینکڑوں صفحات درکار ہوں! مگر ارباب ادارہ کو اس کی چنداں ضرورت نہیں۔
اس لئے کہ ادارہ از خود ایک کھلی کتاب ہے جس سے اپنے بیگانے بھی استفادہ کر رہے
ہیں تاہم اس سلسلہ میں ہمارے خصوصی معاونین جن کی سرپرستی نے رضا اکیڈمی کی
بنیادوں کو مستحکم کر رکھا ہے وہ یقیناً اس لائق ہیں کہ ان کو خراج عقیدت و محبت پیش کیا
جائے ہاں انہیں کے ساتھ ساتھ وہ صاحبان علم و قلم بھی قوم و ملت کے شکر یہ کے حق دار
ہیں جن کی قلمی خدمات کے باعث ادارہ کو معراج مقبولیت نصیب ہے۔ دعا ہے اللہ
تعالیٰ رضا اکیڈمی کے تمام اراکین، وابستگان، معاونین کو نبی کریم رسول روف رحیم
ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے قدم قدم پر کامیابی و کامرانی کی دولت سے بہرہ مند فرمائے
اور عزیز حافظ فرمان علی، مجاہد زید مجدہ کو تادیر سلامتی کے ساتھ دشمنان دین و ملت سے
نبرد آزما رہنے کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے آمین۔ ثم آمین

۱۶ شوال المکرم جمعہ المبارک ۱۴۲۱ھ ۱۲ جنوری جمعہ المبارک ۲۰۰۱ء فقط محمد منشا تابش
قصورى۔ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔

ممالک اسلامی تعلیمات کے گہورے تھے۔ کئی اسلامی ریاستیں ایسی ہیں جو راہ گم کردہ مسافر کی طرح اپنا اسلامی تشخص ہی کھو چکی ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ قبلہ اول سرزمین انبیاء (علیہم السلام) بیت المقدس یہود نصاری کے قبضے میں ہے حرمین شریفین کی مقدس سرزمین کے اطراف میں کافروں کے اڈے ہیں۔ اور پوری دنیا میں کوئی ملک ایسا نہیں جہاں اندرونی طور پر دشمن سازشوں میں مصروف نہ ہو۔

اے ایک خدا کو ماننے والے سردار انبیاء (علیہم السلام) کے غلامو! تمہاری غیرت کہاں سو گئی ہے۔ فضول بحث و مباحثے میں وقت برباد کرنے والے اہل علم بھائیو! سینکڑوں جہادی آیات مبارکہ تمہارا موضوع بحث نہیں بن سکتیں.....؟ انت نئے عنوانات پر لیکچر دیتے والو! ہزاروں جہادی احادیث سرور کو نہیں مانتے تمہاری نظر سے نہیں گزریں.....؟ اے مفکران و دانشوران امت مسلمانوں کی حالت زار تمہاری دماغی قوتوں کو مفلوج نہیں کرتی.....؟

کیا تم نے اپنے پروردگار کا یہ حکم نہیں سنا کہ

وَقَتْلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ ط

(الفیرہ) آیت ۱۹۳

”اور لڑو ان (کفار و مشرکین اور منافقین) سے یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور صرف ایک اللہ کی پوجا ہو۔“ اے یاد امت میں آنسو بہانے والے آقا ﷺ کے دیوانو! تمہیں اپنی جان اور مال اتنا پیارا ہو گیا ہے کہ تم نے دنیا کی چند روزہ زندگی سے دل لگا لیا ہے۔ کیا تمہاری جان اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نہیں.....؟ کیا موت سے بھاگ کر اپنی مرضی سے طویل عرصے تک زندہ رہ لو گے دنیا کے مال و زر کو سینے سے لگانے

اپنی قبر میں ساتھ لے جاؤ گے.....؟ اگر ایسا نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر بھلا وہ الی زندگی اور شہادت کی موت اختیار کرنے سے کیوں ڈرتے ہیں.....؟ ذرا سوچو! وہی جو پروردگار تمہارا خالق و مالک اور رازق ہے کیا تمہارے اعزاء و اقرباء اور اولاد کا بھی وہی پروردگار خالق و مالک و رازق نہیں ہے.....؟ تو پھر تم نے اپنے.....؟

ان کا سب کچھ کیوں سمجھ لیا ہے.....؟ جوان کی محبت میں اپنے بال سفید کر رہے ہو دشمن کی تو شان یہ ہے کہ وہ شہادت کی موت کو اپنے گلے کا بار سمجھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دے ہوئے مال کو راہ خدا میں پانی کی طرح بہا دیتا ہے۔ صحابہ کرام علیہم السلام کی زندگیاں اسی سے عبارت ہیں وہ تو اپنی جان و مال اور اولاد کو جہاد فی سبیل اللہ میں قربان کرنے کے لیے بے تاب رہا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ کھوکھلے نعروں کی بجائے اپنے دعوائے محبت رسول ﷺ میں سچے تھے۔ جب وہ دیکھتے کہ محبوب خدا کے دشمنوں کے مقابلے میں سب سے آگے ہیں اور اپنے جسم نازنین پر زخم کھا رہے ہیں تو وہ بھی اپنی پیارے محبوب ﷺ کے قدموں پر ہزار جان سے فدا ہو جاتے کرتے ہوئے محبت بھری آنکھوں سے محبوب ﷺ کے جلووں میں گم ہو کر اپنی جان و خون کے تھال میں سجا کر جان آفرین کے سپرد کر دیتے ہمارے اسلاف

سب دیکھا کہ چمنستان رسول ﷺ کے لہلہاتے ہوئے دو پھول حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہ بھی بہت بڑے مجاہد تھے جنہوں نے شہادت کو گلے سے لگا کر سید

دعا کا لقب پایا تو وہ بھی اپنے تن من دھن کی بازی لگانے کے لیے میدان جہاد میں

اور دشمنوں کے چھکے چھڑا دیے۔ اپنے خون سے شجر اسلام کو ایسا سیراب کیا

اس حریہ بہار آگئی۔ خواتین بھی جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں اپنے بچوں

کو مجاہد بنائیں۔ اور شہید کی ماں، بہن کہلانے میں فخر محسوس کرتیں۔ جہاد کی برکت سے پوری دنیا میں امن و امان کا چمچا ہو گیا۔ پھر رفتہ رفتہ مسلمانوں نے جہاد سے دوری اختیار کی تو ذلت و رسوائی نے انہیں گھیر لیا۔ اور اب حالت وہ ہے جو کسی سے مخفی نہیں۔ کیا بتاؤں کہ مسلمانوں کی اقتصادی و معاشرتی صورت حال کیا ہے اور اسلامی ممالک میں ہی اسلامی قدروں کو کس طرح پامال کیا جا رہا ہے۔

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا ہے
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو میری ایک سنت کو زندہ کرے گا (جب کہ لوگ میری سنتوں کو چھوڑ چکے ہوں گے) اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ نور فرمائیے جب ایک سنت کو زندہ کرے گا یہ ثواب ہے تو فرض کو زندہ کرنے کا کتنا ثواب ہوگا اور وہ فرض (جہاد) بھی ایسا کہ جسے بعض علماء نے ارکانِ اسلام میں داخل فرمایا ہے جس کے ضمن میں ہزاروں سنتیں پوشیدہ ہیں بلکہ اس فرض کی زندگی میں اسلامی تعلیمات کی زندگی ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ جس قوم نے اپنے فرض کو فراموش کر دیا ہو وہ سنتیں کہاں یاد رکھے گی۔

حضورِ رحمتہ العالمین امام المجاہدین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ (مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے) حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے قتال کرتا رہوں جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار نہ کر لیں پھر جب وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیں گے تو ان کے جان و مال سوائے شرعی حق کے ہم سے محفوظ ہو جائیں گے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا۔ (بخاری مؤسلس شریف)

اس حدیث مبارکہ پر غور فرمائیں اور سوچیں کہ نبی کریم ﷺ کی سنت کو محکم کیا ہے دوسروں کو کلمہ پڑھا کر دنیا میں اسلام کا پرچم کیسے بلند ہوگا جب کہ مسلمانوں کو اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں تمام غیر مسلم طاغوتی قوتیں مسلمانوں کو مٹانے کا عزم لے کر دن رات مصروف کار ہیں لیکن ہمارے بھائیوں کو ابھی (جہاد فرض میں ہے یا فرض کفایہ) کا سبق یاد نہیں ہوا یہ ابھی دارالسلام اور دارالحرب کی تعریفیں یاد کر رہے ہیں۔ یہ بزدلی کی وجہ اپنی کمزوری کا رونا رو رہے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ واعدوا لہم ما استطعتم من قوہ (انفال آیت ۱۱۱)

اور تیار رکھو ان کے لیے جتنی طاقت تم سے بن پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دشمن کے خلاف تیاری کرنے کا حکم دیا ہے لہذا خاموش تماشاکی بنے رہنے سے بکری بنیں ہوگا۔ یہ وقت کچھ کر گزرنے کا ہے حدیث پاک میں ہے جہاد کرو اپنی ہاتھوں ہاتھوں اور اپنی زبانوں کے ساتھ (ابوداؤد شریف)

دشمن کو بٹانے کا سامان نہیں تو کچھ بھی نہیں
دل میں شہادت کا ارمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

مطہرہ نو ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ کہ جب تم سے جہاد کے واسطے چلنے کو کہا جائے تو فوراً نکلو اس میں سستی نہ کرو۔ (ابن ماجہ)

پیارے مسلمان بھائیو! اللہ کریم و رحیم جل جلالہ کی رحمتوں کی وسعتوں کا اندازہ نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اور اللہ انہیں من المؤمنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنة

بِقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (التوبه آیت نمبر ۱۱۱)

اللہ نے مومنوں کی جانوں اور مالوں کو خرید لیا اس بدلے پر کہ ان کے لیے جنت ہے وہ اللہ کی راہ میں کافروں سے اس طرح لڑیں کہ انہیں بھی قتل کریں اور خود بھی قتل ہو جائیں۔ یہ اللہ کے ذمہ کرم پر سچا وعدہ ہے جس کا بیان تورات میں بھی ہے انجیل میں بھی ہے اور قرآن میں بھی اور اللہ سے بڑھ کر اپنے قول کا پورا کر نیوالا کون ہے تو خوشیاں مناؤ اپنے سودے پر جو تم نے اس کے ساتھ کیا ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت کریمہ میں اہل ایمان کو جہاد کی ترغیب ایسے دلکش پیرائے میں دی گئی ہے کہ اس کے پڑھنے کے بعد دل و دماغ پر سرور و مستی اور جذبہ سرفروشی کی ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ کہ اللہ نے مومنوں کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے۔ حالانکہ مومنوں کی جان اور ان کا مال سب اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں۔ لیکن قربان جائیے اس شان بندہ نوازی پر کہ اسی کی دی ہوئی جان اور اسی کا بخشا ہوا مال اس کی راہ میں خرچ کرو اور جنت کے مالک و مختار بن جاؤ۔

قتل کرو جب بھی اور قتل ہو جاؤ تب بھی جنت کا استحقاق ہر حال میں محفوظ ہے اور بات میں قوت پیدا کرنے کے لیے یہ یقین دہانی بھی کتنے غضب کی ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ کا یہ وعدہ اتنا پکا ہے کہ اس نے تورات، انجیل اور قرآن میں بھی اپنے اس وعدے کو پورا کرنے کا ذمہ لیا ہے۔ اس کے بعد بھی اگر مومنین جہاد کے لیے اپنے اپنے گھروں سے نکل کر جنت کی طرف پیش قدمی نہ کریں تو اس سے بڑھ کر بد قسمتی اور کیا ہوگی.....؟

جہاد کا مفہم بہ وسیع ہے ہم تو جہاد اکبر کرتے ہیں۔ علم دین پڑھنا اور علم دنیا پڑھنا اس کے مفہم کی اصلاح کرنا یہ بھی تو جہاد ہے۔ ایسے لوگوں کی خدمت میں عرض ہے کہ جہاد کا مفہم اگرچہ بہت وسیع ہے لیکن قتال مخصوص ہے اور اس کا حکم بھی مخصوص ہے۔ (کتب علیکم القتال) تم پر لڑائی فرض کی گئی ہے۔ (الکافرون من الفتن کے خلاف) اسی طرح ارشاد ہے۔ (یا ایہا النبی حرص علی المؤمنین علی اتصال) اے پیارے نبی ﷺ مومنوں کو کافروں کے خلاف لڑائی کرنے پر ابھاریے اس کے علاوہ تمام فقہاء کرام نے جہاد سے مراد قتال ہی لیا ہے دیگر کئی آیات مبارکہ اور احادیث کریمہ میں قتال (لڑائی) کی صراحت ہے۔ لہذا نیلے بہانے کرنے سے جان نہیں چھوٹے گی جہاد بالقتال کرنا ہی پڑے گا اور اس کے لیے مالی معاونت ضرور کرنی ہوگی ورنہ

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے مسلمانو؛

تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں۔

ہبید کی زندگی

اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جان قربان کرنے والوں کو زندگی بھی کیسی شاندار عطا فرمائی ہے یہاں تک کہ انہیں مردہ کہنے سے منع فرما دیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (وَلَا تَقُولُوا الْمَيِّتُ يَنْتَظِرُ الْقِيَامَ) اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں انہیں مردہ نہ کہو۔ (البقرہ ۱۵۴) لیکن تمہیں شعور نہیں۔

یعنی بظاہر تو یہی دیکھا جاتا ہے کہ فلاں کا انتقال ہو گیا اور اسے دفن کر دیا گیا۔ حقیقت میں مرنے کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ شہید پر انعامات کی بارش فرما دیتا ہے۔ اور اسے حیات عطا فرماتا ہے اسے جنتی رزق دیا جاتا ہے۔ راحتیں عطا کی جاتی ہیں۔ عمل جاری رہتے ہیں اور اجر و ثواب بڑھتا رہتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ شہداء کی روحمیں سبز پرندوں کے قالب میں جنت کی سیر کرتی ہیں اور وہاں کے میوے اور نعمتیں کھاتی ہیں۔

ایک اور آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے شہید کی زندگی کا یقین دلایا ہے اور اسے مردہ خیال کرنے سے بھی منع فرما دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون) (آل عمران آیت ۶۹)

اور جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

تاریخ اور کتب احادیث میں کئی مستند روایات موجود ہیں جس سے شہداء کرام کی عجیب و غریب زندگی کا پتہ چلتا ہے۔ ان میں سے چند ایک ذکر کی جاتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک نے کتاب الجہاد میں سند کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہر کظامہ جاری کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان فرمایا کہ جس شخص کا کوئی شہید ہو تو وہ پہنچ جائے پھر ان شہداء کرام کے اجسام نکالے گئے تو وہ بالکل تروتازہ تھے یہاں تک کہ کھدائی کے دوران ایک شہید کے پاؤں پر کدال لگ گئی تو

کون پانی نکلا۔ (کتاب الجہاد لابن مبارک)

حضرت محمود و راق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ساتھ کالے رنگ کا ایک مبارک نامی شخص تھا ہم اسے کہتے کہ اے مبارک آپ شادی نہیں کریں گے؟ تو وہ کہتے کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ حوروں سے میری شادی فرما دے حضرت محمود رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ہم جہاد پر نکلے ہوئے تھے کہ دشمنوں نے ہم پر حملہ کر دیا۔ اس میں مبارک شہید ہو گئے ہم نے انہیں دیکھا تو ان کا سر الگ پڑا ہوا تھا اور باقی جسم الگ اور ان کے ہاتھ ان کے سینے کے نیچے تھے ہم ان کے پاس کھڑے ہو گئے اور کہا کہ اے مبارک اللہ تعالیٰ نے کتنی حوروں سے آپ کی شادی کرائی ہے تو انہوں نے اپنا ہاتھ سینے کے نیچے سے نکالا اور تین انگلیوں سے اشارہ کیا کہ تین حوروں سے۔ (روض الریاحین)۔

ایک کوئی نوجوان جہاد میں نکلا اس نے خواب میں اپنے محل اور حوروں کو دیکھا پھر رومیوں نے مسجد میں گھس کر اسے شہید کر دیا کچھ عرصے کے بعد اس کے والد نے اسے ایک گھوڑے پر سوار دیکھا تو پوچھا کہ بیٹے آپ تو شہید ہوئے تھے۔ اس نوجوان نے جواب دیا، جی ہاں، مگر آج ہم حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے میں شرکت کے لیے آئے ہیں۔ (روضۃ العلماء)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو ان کے کسی رشتہ دار نے خواب میں دیکھا تو انہوں نے فرمایا تم لوگوں نے مجھے ایسی جگہ دفن دیا ہے جہاں پانی مجھے تکلیف دیتا ہے۔ لہذا میری جگہ یہاں سے تبدیل کرو۔ رشتہ داروں نے قبر کھودی تو ان کا جسم نرم و نازک چمڑے کی طرح تھا۔ اور داڑھی کے چند بالوں کے علاوہ جسم میں کوئی

تبدیلی نہیں آئی تھی۔ (مصنف عبد الزاق) شہداء کرام کی مبارک زندگی کے ایسے واقعات بے شمار ہیں بطور اختصار چند چھوٹے چھوٹے واقعات ذکر کیے ہیں۔

اب شہید کی فضیلت میں چند احادیث مبارکہ ذکر کی جاتی ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کوئی شخص جنت میں داخل ہونے کے بعد یہ تمنا نہیں کریگا کہ اسے پھر دنیا میں بھیج دیا جائے یا دنیا کی کوئی چیز دی جائے سوائے شہید کے وہ تمنا کریگا کہ وہ دنیا میں لوٹایا جائے اور دس بار شہید کیا جائے یہ تمنا وہ اپنی عظمت دیکھنے کی وجہ سے کریگا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تمہارے بھائی (جنگ احد میں) شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحیں سبز پرندوں میں داخل فرمادیں وہ جنت میں نہروں کی سیر کرتے ہیں اور جنتی میوے کھاتے ہیں اور عرش معلیٰ کے سائے تلے سونے کی قدیلوں پر بیٹھتے ہیں۔ جب انہوں نے بہترین کھانا، پینا اور آرام کی جگہ پالی تو کہا کون ہے جو ہمارے بھائیوں کو ہماری خبر دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور کھاپی رہے ہیں۔ تاکہ وہ جہاد کو نہ چھوڑ دیں اور لڑائی میں بزدلی نہ دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہاری خبر میں ان تک پہنچا دیتا ہوں چنانچہ اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

ترجمہ:

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے

رب کے پاس زندہ ہیں۔ روزی پاتے ہیں۔ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۶۹) (ابوداؤد شریف)

حضرت مقدم بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں شہید کو چھ طرح کے اعزازات سے سرفراز کیا جاتا ہے۔

- 1- پہلا اعزاز یہ ہے کہ دم نکلتے ہی اس کے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔
- 2- دوسرا اعزاز یہ ہے کہ اسے جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے۔
- 3- تیسرا اعزاز یہ ہے کہ اسے عذاب قبر سے امان دے دی جاتی ہے۔
- 4- چوتھا اعزاز یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن کی گھبراہٹ اور خوف و دہشت سے محفوظ رہے گا۔
- 5- پانچواں اعزاز یہ ہے کہ قیامت کے دن اس کے سر پر عزت کا تاج رکھا جائیگا جس میں یا قوت جزے ہو گئے جس کا ایک یا قوت دنیا اور دنیا کی ساری نعمتوں سے بہتر ہوگا۔
- 6- چھٹا اعزاز یہ ہے کہ بہتر حوروں سے اس کا نکاح کیا جائیگا جن کی آنکھیں نہایت، پرکشش اور کشادہ ہوں گی۔

یہ چھ اعزازات ان نعمتوں کا ایک حصہ ہیں جو اللہ تعالیٰ شہیدوں کو عطا فرمائے گا بے شمار حدیثوں میں شہیدوں کے فضائل و مکارم اور ان کے مدارج و انعامات بیان کئے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) منصب شہادت کے حصول میں ہمیشہ سرفراز نظر آتے تھے۔

شہید کے بے شمار حیرت انگیز فضائل مختلف احادیث مبارکہ میں بیان کئے

گئے ہیں۔ جن میں سے کچھ بیان کئے جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جنت میں ایک محل ہے جس کا نام عدن ہے اس میں پانچ ہزار دروازے ہیں اور ہر دروازے پر پانچ ہزار حوریں ہیں اس محل میں صرف نبی صدیق اور شہید داخل ہوں گے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ)

شہید اپنے گھر والوں خاندان والوں سے ستر افراد کی شفاعت کرے گا۔

(ابوداؤد شریف)

شہید کے خون کا پہلا قطرہ جتنے ہی اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(بیہقی)

شہید کو قتل ہوتے وقت صرف اتنا درد ہوتا ہے جتنا تم میں سے کسی کو چیونٹی

کے کاٹنے سے

جب لڑائی شروع ہو جاتی ہے اور صبر نازل ہوتا ہے تو مجاہد کے لیے قتل ہونا گرمی

کے دن ٹھنڈے پانی سے زیادہ آسان ہوتا ہے۔ (الشفاء الصدور)

شہید پر موت چھڑ کے کاٹنے کے درد سے بھی زیادہ آسان ہے۔

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور اکرم ﷺ کی

خدمت اقدس میں ایک شخص لوہے کی ٹوپی پہن کر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں

قتال کروں یا اسلام لاؤں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسلام لاؤ پھر قتال کرو چنانچہ

انہوں نے اسلام قبول کیا پھر (اسی وقت) لڑتے ہوئے شہید ہو گئے حضور پر نور ﷺ

نے فرمایا، اس نے عمل تھوڑا کیا اور اجر زیادہ پالیا۔ (بخاری شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے

سامنے شہداء کا تذکرہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، زمین پر شہید کا خون خشک نہیں ہوا

ہوتا کہ اس کی دونوں بیویاں (حوریں) اس طرح اس کی طرف دوڑتی ہیں جس طرح

دودھ پلانے والی اونٹنیاں کھلے میدان میں اپنے بچے کی طرف دوڑتی ہیں اور ان

میں سے ہر ایک کے ہاتھ ایسا جوڑا ہوتا ہے۔ جو دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر

ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ۔ مصنف عبدالرزاق)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم غزوہ خیبر میں حضور نبی کریم

ﷺ کیساتھ تھے۔ مسلمانوں کا ایک دستہ نکلا اور واپسی پر ایک چرواہے کو اپنے ساتھ

لے آیا (جس کا نام یسار، بروایت دیگر اسلم تھا جو عامریہودی کا غلام تھا) حضور رحمۃ

اللعمین ﷺ نے اس چرواہے سے اللہ تعالیٰ نے جو چاہا بیان فرمایا تو وہ چرواہا کہنے لگا

میں آپ پر اور آپ کے دین پر ایمان لاتا ہوں اور پوچھا کہ اب میں ان بکریوں کا کیا

کروں یہ تو میرے پاس امانت ہیں اور ایک دو بکریاں مختلف لوگوں کی ہیں۔

حضور رحمۃ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا، تم ان بکریوں کے چہروں

پر کنکریاں مارو یہ اپنے مالکوں کے پاس چلی جائیں گی۔ اس نے ایک مٹھی کنکریاں یا

مٹی لی اور بکریوں کے منہ پر ماری تو وہ بکریاں دوڑتی ہوئی اپنے اپنے گھروں کو چلی

گئیں پھر وہ شخص میدان جہاد میں آیا اور خوب لڑا پھر اسے ایک تیر لگا اور وہ شہید ہو

گیا۔ حالانکہ اس نے اللہ تعالیٰ کو ایک سجدہ بھی نہیں کیا تھا۔

حضور تاجدار رسالت ﷺ نے فرمایا، اسے خیمے میں لے آؤ۔ چنانچہ

اسے اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے خیمے میں لایا گیا آپ ﷺ اس کے پاس تشریف

لے گئے اور پھر وہاں سے باہر تشریف لائے اور فرمایا، تمہارے ساتھی کا اسلام بہت اچھا رہا۔ ابھی جب میں اس کے پاس آیا تو اس کی دو بیویاں (یعنی حوریں) اس کے پاس بیٹھیں تھیں۔ (المستدرک)

یہ انعامات و اکرامات سے بھرپور شہید کے مختصر فضائل بیان کئے ہیں تاکہ قارئین کے دلوں میں مقام شہادت کے حصول کے لیے جہاد کا شوق بیدار ہو اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کی رضا و خوشنودی حاصل کر سکیں ان کے صدقے میں دنیا میں بسنے والے مسلمانوں کو بھی عزت و سر بلندی اور امن و سکون کے دن دیکھنے نصیب ہوں۔ آمین بجاہ سید المرسلین و امام المجاہدین ﷺ و اصحابہ اجمعین۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي لاله الا هو رب العالمين

والصلوة والسلام على سيدنا رحمة للعالمين

قرآن و حدیث میں جہاد کرنے پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ جہاد کی ضرورت ہر دور میں رہی اور رہے گی لیکن زمانہ حال میں جہاد کی ضرورت و اہمیت بہت ہی زیادہ ہے۔۔۔۔۔ کیوں؟ اس سوال کا جواب آپ کو ضرور ملے گا۔ بشرطیکہ آپ تھوڑا سا وقت نکال کر دل و دماغ کو حاضر رکھتے ہوئے امن و سکون کے ساتھ یہ رسالہ آخر تک پڑھ جائیے۔ ایک فتنہ یعنی کفر و شرک کا فتنہ۔ جسے ختم کرنے کے لیے خداوند عالمین جل جلالہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَقَتْلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ

فِتْنَةً وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ

فَإِنْ أَنْتَهُوَ فَلَا عُدْوَانَ

إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ - آئین (کفر و شرک) سے

سورة البقرة آیت ۱۹۳

تو زیادتی نہیں مگر ظالموں پر۔ (کنز الایمان - پتھر)

چونکہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے اس لیے زمین پر اللہ تعالیٰ ہی کا بنایا ہوا نظام نافذ ہونا چاہیے لیکن یہ فتنہ نظام خدا تعالیٰ کے خلاف سر اٹھاتا ہے۔ یہ دشمن ہے اللہ عز و جل

اور اہل اللہ عزوجل کا، اسلام اور اہل اسلام کا۔ اس فتنے کے کئی رنگ ہیں یہ روپ بدل بدل کر مسلمانوں اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب ﷺ کے غلاموں پر حملہ آور ہوتا ہے۔ جسے آپ آئندہ صفحات میں معلوم کریں گے۔

اور ظلم و ستم کی آندھیاں چلا دیتا ہے، کفر و شرک کرنے والے ظالموں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يا ايها النبي حاهد
الكفار والمنافقين فرماؤ کافروں (پر جنگی ہتھیاروں کے ساتھ)
واغلظ عليهم وما وهم
جہنم وبئس المصيرہ

اور منافقوں پر (دلائل قائم کر کے) اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔ (کنز الایمان مع تفسیر) سورۃ التوبہ آیت نمبر 73 ذرا غور کیجئے، اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو کافروں کے ساتھ جہاد فرمانیکا حکم دیا ہے لیکن افسوس کہ ہم نے جہاد چھوڑ دیا جس وجہ سے کفار و مشرکین ہم پر غالب آگئے اور عالم اسلام پر مصائب و آلام کے پہاڑ توڑنے شروع کر دیئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمام مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں۔ جیسے جسم کے کسی حصے میں تکلیف ہو تو پورا وجود محسوس کرتا ہے یونہی مسلمانوں کو دنیا کے کسی خطے میں تکلیف پہنچے تو دوسرے مسلمان اپنے دکھی مسلم بھائی کے دکھ درد کو محسوس کرتے ہیں۔ اب رہا یہ سوال کہ مسلمانوں کو ایک جسم کی مانند بنانے والا کونسا رشتہ ہے کہ جس

کی بدولت یہ ایک دوسرے کے دکھ درد اور غم کو اپنا ہی دکھ درد اور غم سمجھتے ہیں؟

جواب ظاہر ہے کہ یہ اسلام اور غلامی رسول ﷺ کا رشتہ ہے۔ جب تک ہمارا یہ رشتہ مضبوط تھا ہم واقعی ایک جسم کی طرح تھے۔ ایک دوسرے کے رنج و الم میں برابر کے شریک تھے اگر کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچتی تو دوسرے مسلمان اسکے دکھوں کا مداوا کیا کرتے۔ چنانچہ اگر کوئی راجہ دھرم سندھ میں چند مسلمانوں کو تکلیف دیتا تو حضرت محمد بن قاسم علیہ الرحمہ جیسے نوجوان فوراً لشکر اسلام کو لیکر سرکشوں کی سرکوبی اور مسلمانوں سے ہمدردی کے لیے پہنچ جاتے اور دشمنوں کا قلع فمع کر کے مسلم بھائیوں کو آزاد کرا لیتے۔ اگر پر و ظلم میں کوئی اسلام کا غدار مسلمانوں سے دو ہاتھ کرنے کی کوشش کرتا تو مجاہد اسلام حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ رحمہ جیسے انسان ان ظالموں کے ہاتھ توڑ دیتے اور حضرت طارق بن زیاد علیہ رحمہ جیسے جانشین جہاد سے سرشار فتوحات حاصل کرتے جاتے اور دشمنان اسلام کو عبرت آموز سبق سکھاتے جاتے..... کیونکہ ان لوگوں کے ضمیر زندہ تھے ایمان درخشندہ تھا مگر افسوس کہ آج ہمارے ایمان کمزور ہو چکے ہیں ضمیر مردہ ہو چکے ہیں ہم دشمنوں کی سازشوں کا شکار ہو چکے ہیں کہ عالم اسلام پر مصائب و آلام کے پہاڑ توڑے نے جانے کے باوجود دنیا کی رنگینوں میں مست و بے خود ہو کر مثل خر گوش ایسی گھنی نیند سو رہے ہیں۔ کہ ہمیں اس پاس کا کوئی اتہ پتہ نہیں۔ کہ ہمسایہ ممالک میں مسلمانوں پر کیا بیت رہی ہے اگر کوئی بم گرا گرا کر ہمیں جگا بھی دے تو کچھوے کی چال ہمیں کہاں تک لے جائے گی.....؟ حالانکہ تیز رفتار دشمن ہمارے گھروں تک آ پہنچا ہے۔ ہاں! برادران اسلام تم

برق رفتار ہو گے تو مقابلہ کر سکو گے ورنہ یاد رکھو ظلم و ستم کی آندھیاں ہم پر بھی چلنے والی ہیں..... آہ! عالم اسلام آج جس طرح کے حالات سے دوچار ہے پہلے کبھی نہ تھا۔ اگر تھا تو جزوی طور پر جس کا سد باب مجاہدین اسلام کر لیا کرتے تھے۔ کیونکہ اس وقت کے مسلمان جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر میدان کارزار میں اپنی جانیں اسلام کی سر بلندی کی خاطر قربان کر دیا کرتے تھے۔ وہ شجر اسلام کی آبیاری اپنے مبارک خون سے کیا کرتے تھے..... لیکن اب عالم اسلام میں شاید کوئی خطہ ایسا نہیں ہے کہ جہاں مسلمان سکھ اور چین کا سانس لے رہے ہوں۔ مسلمانوں کی شہری آبادی پر بمباری کی جاتی ہے۔ تو کہیں گاڑیوں پر بم گرا کر سوار یوں کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ میزائل گرا کر اور فائرنگ کر کے عورتوں، بچوں اور بوڑھوں سمیت مسلمانوں کا قتل عام جاری ہے۔ عراق، یوگوسلاویہ، کوسوو و چینچینا اور دیگر اسلامی ریاستوں پر اسی طرح کا ظلم جاری و ساری ہے جہاں بظاہر ایسا نہیں ہے تو وہاں خفیہ سازشوں کے ذریعے مسلمانوں کے عقائد و نظریات کو بدلا جا رہا ہے۔ جدید تہذیب و کلچر کے نام پر اسلامی غیرت و حمیت اور شرم و حیا کو ختم کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے نبی ﷺ سے رشتہ توڑ کر نفس و شیطان کا غلام بنایا جا رہا ہے۔ تاکہ یہ مسلمان اس قدر کمزور ہو جائیں کہ باطل کے سامنے سر نہ اٹھا سکیں سر اٹھانا تو کجا آواز بلند نہ کر سکیں الا ماشاء اللہ۔ آج ہم اس کا نتیجہ اور عملی مظاہرہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ یعنی مسلمانوں پر ہونے والے ظلم و ستم کو دیکھتے ہیں۔ نظر انداز کر دیتے ہیں اخبارات میں پڑھتے ہیں نظریں پھیر لیتے ہیں۔ ایک کان سے سنتے ہیں دوسرے سے نکال دیتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم کچھ کر

نہیں کر سکتے۔ کیوں؟ ایسے حالات کیوں آ گئے؟ صرف اس لیے کہ ہم نے اسلام کے عظیم اور مبارک فریضے جہاد کو چھوڑ رکھا ہے۔ جہاد ہمارے لیے اجنبی ہو گیا ہے۔ خصوصاً اکثر عوام کے لیے تو لفظ جہاد بھی اجنبی ہو گیا ہے۔ ہمیں جہاد سے خوف آتا ہے۔ مجاہدین سے ڈر لگتا ہے۔ حالانکہ جہاد ہمارا محافظ ہے۔ ہماری عزت و آبرو کا محافظ ہے ہماری مساجد و مدارس کا محافظ ہے۔ ہمارے ملک و ملت کا محافظ ہے۔ اسلام کی بقا و شان جہاد میں ہے۔ بلکہ اسلام کی جان جہاد میں ہے۔

ہم نے علمائے کرام سے سنا ہے انہی کی نگاہی ہوئی کتابوں میں پڑھا ہے کہ دشمنان اسلام نے مسلمانوں کے غلبے کے دو اسباب معلوم کر لیے

1- مسلمانوں کی اپنے پیارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سچی عقیدت و محبت

2- جذبہ جہاد۔ اور پھر انہیں دو چیزوں میں مختلف سازشوں کے ذریعے مسلمانوں کو کمزور کرنا شروع کر دیا۔ اسی صورت حال کو بھانپتے ہوئے جب ہمارے اسلاف مثلاً حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ اور آپ کے ہمنوا دیگر علمائے اہل سنت نے انگریزوں پر فریب کے خلاف جہاد کا فتویٰ جاری کر کے مسلمانوں کو بیدار کرنے کی کوشش کی تو انگریزوں نے اپنی طاقت کے بل بوتے پر علمائے اہلسنت کو طرح طرح کی کرب ناک اذیتیں پہنچا کر شہید کر دیا۔ اور وہ ایمان فروش ملاں بچا گئے جو چند ٹکوں کی خاطر اسلام کی عزت و آبرو کو داؤ پر لگا کے فتویٰ جہاد سے دست بردار ہو گئے جو کہ درحقیقت انگریز ہی کے آلہ کار تھے۔ پھر انگریزوں نے جھوٹے اور

کذاب، بد معاش انگریزی نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے روپ میں ایک نیا جال پھینکا، مرزا قادیانی نے جہاد حرام ہونیکا نیا فتویٰ جڑ دیا جسے انگریز پر فریب کی مکمل حمایت رہی، یونہی سازشیں ہوتی چلی گئیں اور پھر نوبت بایں جا رسید؛ کمزوری، بزدلی اور ذلت و رسوائی مسلمانوں کا مقدر بن گئی..... یہاں تک کہ سرزمین انبیاء علیہ السلام قبلہ اول بیت المقدس پر یہودیوں نے پھر قبضہ کر لیا۔ افسوس؛ کہ مسلمانوں کی کمزوری کی وجہ حرمین شریفین کی مقدس سرزمین پر انگریزوں اور ان کے غلاموں نے پنچے گاڑے ہوئے ہیں۔ اندلس (اسپین) میں جسے حضرت طارق بن زیاد نے فتح کیا تھا سینکڑوں سال اسلامی حکومت رہی لیکن مسلمانوں کی دین سے دوری اور کمزوری کے سبب عیسائیوں نے وہاں ایسے قدم جمائے ہیں کہ آج اسلام کا نام لینا بھی جرم سمجھا جاتا ہے۔ مسجدوں کو شہید کر دیا گیا ہے قرطبہ کی جامع مسجد کو تاریخ کے آثاری حیثیت سے رکھا گیا۔ لیکن وہاں بھی تالے پڑے ہیں۔ ہاں جی.....؟ بتائیے جہاد کی ضرورت ہے یا نہیں.....؟ کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا کہ ہم دین اسلام کے چھوڑے ہوئے اور بھولے ہوئے ایک فرض یعنی فریضہ جہاد پر عمل پیرا ہو کر پھر سے اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو حاصل کر لیں؟

اگر کوئی کسر باقی ہے تو آئیے میں آپ کو کشمیر کی طرف لیے چلتا ہوں۔ لوگ کشمیر دیکھنے کی خواہش رکھتے ہیں کیونکہ اسے جنت نظیر کہا جاتا ہے لیکن وادی مقبوضہ کشمیر جتنی حسین ہے اتنا ہی وہاں ظلم و ستم بھی زیادہ ہے بے گناہ کشمیری مسلمانوں کے خون سے سرسبز و شاداب میوہ جات والی وادی کشمیر کو سرخ و لال بیابان کیا جا رہا ہے بم

اور گولے برسار برسا کر جنت مثال وادی کو کھنڈارت میں بدلا جا رہا ہے۔ یہ سلسلہ تقریباً 52 سال سے جاری ہے اور اب تو بھارتی فوجیوں کے مظالم میں بے پناہ شدت آگئی ہے..... آہ بغیر کسی جرم کے، جرم اگر ہے تو وہ مسلمان ہونے کا جرم ہے، بس اسی جرم کی پاداش میں کشمیری نوجوانوں کو گرفتار کر کے دوران حراست پیٹ چاک کر دیئے جاتے ہیں۔ آنکھیں نکال دی جاتی ہیں، انسانی درندے بھارتی فوجی انکی لاشوں کے ٹکڑے کر کے ان پرناچتے ہیں..... آہ؛ ایسے دل ہلا دینے والے مظالم کہ جن کا ہم یہاں تصور بھی نہیں کر سکتے۔ آپریشن تھیٹروں میں تو بوقت آپریشن پہلے مریض کو بے ہوش کیا جاتا ہے لیکن مقبوضہ کشمیر میں انٹروگیشن سیشن میں بے ہوش کئے بغیر پیٹ چاک کئے جاتے ہیں۔ زیر حراست ہلاکتیں اور لرزہ خیز اذیتیں مقبوضہ کشمیر کی عوام کا مقدر بن چکی ہیں..... ماؤں کے سامنے بیٹوں، بہنوں کے سامنے بھائیوں..... اور بیویوں کے سامنے شوہروں کو مار مار کر بد حال کر دیا جاتا ہے۔ اور ہماری مسلمان بہنیں ہندو فوجیوں کے سامنے ہاتھ جوڑ جوڑ کر ان درندوں کے گھٹنوں اور پاؤں کو ہاتھ لگا لگا کر معافی مانگتے ہوئے، قسمیں کھا کھا کر اپنے پیاروں کے بے قصور ہونے کا یقین دلاتی ہیں۔ لیکن ان ظالم بھیڑیوں کے دلوں میں کوئی رحم نہیں آتا۔ سب سے زیادہ افسوسناک تو خواتین کی بے حرمتی ہے۔ آئے روز اخبارات میں ہم اس کی خبریں پڑھتے رہتے ہیں۔ اسلام کی عفت مآب عزت و حرمت والی باپردہ خواتین کو ان کے بیٹوں اور بھائیوں کے سامنے بیویوں کو شوہروں کے سامنے بے آبرو کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ بے چاری آہ و فغاں کرتی ہوئی عالم اسلام

سے فریاد کرتی ہیں۔ ہندو فوجیوں کی طرف سے اجتماعی آبروریزی کے بعد اس دار فانی سے کوچ کر کے شہید ہو جاتی ہیں..... آہ ایسا ظلم و ستم کہ جس کے بیان کرنے سے دل خون کے آنسو روتا ہے۔ راشٹریہ، رائفلز و اسپیشل ٹاسک فورس اور بی ایس ایف کے اہلکار خود فائرنگ کر کے جھڑپ کا تاثر دے کر گھروں میں گھس جاتے ہیں اور زبردستی مردوں کو باہر نکال کر نو جوان لڑکیوں کی عصمت کو تار تار کرتے ہیں۔

خدارا..... میرے ان الفاظ کو قلم کی روانی نہ سمجھنا یہ حقیقت ہے۔ اخبارات میں آتا رہتا ہے پڑھنے والے جانتے ہیں ہم انہیں معتبر ذرائع سے ثابت کر سکتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں وہ نو جوان مرد اور لڑکیاں کون ہیں.....؟ وہ آپ ہی کی مسلمان بہنیں اور بھائی ہیں دراصل یہ سب کچھ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے اگر ہماری آنکھوں کے سامنے ہو تو جس کے دل میں ذرا برابر بھی غیرت اسلامی ہوگی وہ اپنی ماؤں، بہنوں کی عزت و آبرو کے پامال ہونے سے پہلے ان کی عزت و حرمت پر کٹ مرے گا لیکن اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھنا گوار نہیں کریگا۔ میرے عزیز اور محترم بھائیو! اسلام اپنے بانیوں کو معزز و محترم بناتا ہے جو پہلے ذلیل و رسوا ہوتے ہیں اسلام قبول کرنے کے بعد وہ قوم کے راہنما و پیشوا بن جاتے ہیں۔ لیکن کب جب کہ فریضہ جہاد کو بھی ادا کیا جائے کیا آپ نہیں جانتے کہ مسلمانوں کو جہاد کا حکم کیوں دیا گیا؟ احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ ابتدائے اسلام میں مسلمانوں پر بڑا ظلم کیا جاتا تھا صحابہ کرام علیہم الرضوان کو تو حید و رسالت کا اقرار کرنے اور اسلام قبول کرنے کے جرم میں طرح طرح کی اذیتیں دی جاتیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر کئے جانے والے

ظالم سے کون ناواقف ہوگا.....؟ آئے روز صحابہ کرام علیہ الرضوان ظلم و ستم کی کاتیتیں اپنے پیارے رسول، اللہ جل جلالہ کے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں لے کر آتے کوئی صحابی رسول ﷺ اس حال میں آئے کہ ان کا سر پھٹا ہوتا۔ کوئی اس حال میں آتے کہ

ان کا بازو ٹوٹا ہوتا لیکن آپ ﷺ کی تلقین کرتے اور فرماتے کہ صبر کرو! ابھی مجھے جہاد کا حکم نہیں آیا۔ لیکن جب ظلم و ستم حد سے بڑھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں ان الفاظ سے مسلمانوں کو جہاد کی اجازت دی۔

اذن للذین یقتلون بانہم ظلموا وان اللہ علیٰ کفار و مشرکین کی طرف سے) اور بے شک نصر ہم لقدير۔

اللہ ان کی مدد کرنے پر ضرور قادر ہے۔ سورۃ الحج

آیت نمبر 39

اس آیت مبارکہ سے پتہ چلا کہ ظالم اس وقت تک باز نہیں آتے جب تک انہیں ظلم کا مزا چکھایا نہ جائے اس لیے ہمیں اپنے بھولے ہوئے سبق کو یاد کرنا ہوگا۔ جہاد کی ضرورت و اہمیت کو سمجھتے ہوئے جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر میدان کارزار میں اترنا ہوگا۔ ورنہ یاد رکھیں دشمن کے عزائم کسی مخصوص خطے تک محدود نہیں ہیں اس وقت ان کا اصل ٹارگٹ ہی اہلیان پاکستان ہیں۔ آپ بظاہر کمزور ہیں تو کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے فضل و کرم کے بھروسے پر نکلو! کیوں کہ آپ کے

پاس ایمان کی وہ طاقت ہے جس کا مقابلہ ایٹم بم بھی نہیں کر سکتا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جنگی معرکوں کو یاد رکھیے کہ کس قدر قلیل ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کے ساتھ ہزاروں کی کثیر جماعت پر غالب آجایا کرتے تھے۔ اور اللہ رب العالمین جل جلالہ کا یہ وعدہ ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا
تَنْصُرُكُم بِأَشَدِّ الْقُوَى
وَيُثَبِّتُ أَقْدَامَكُمْ
سُورَةُ مُحَمَّدٍ آيَةٌ

اے ایمان والو! اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے
اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کریگا۔ (تمہارے دشمن
کے مقابلے میں) اور تمہارے قدم جما دے گا
۔ (معرکہ جنگ میں)

نمبر ۷

لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کیا عسکری کمزوری اور بے سروسامانی کے عالم میں میدان جہاد میں نکل پڑیں.....؟ ایسا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے مقابلے میں طاقت اور قوت تیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ پروردگار عالم فرماتا ہے۔

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ
مِّن قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ
الْحَبْلِ تُرْهَبُونَ بِهِ عَدُوَّ
اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ
مِّن دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُوهُمْ
اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ط وَمَا
تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي
سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفِّ إِلَيْكُمْ
وَأَنْتُمْ لَا تَظْلَمُونَ ۝

اور ان (کفار و مشرکین) کے لیے تیار کھو جو
قوت تم سے بن پڑے (حالات کی تبدیلی اور
ضرورت زمانہ کے لحاظ سے کالا شکوف،
راکت لانچر، میزائل، توپیں، اور ایٹم بم وغیرہ
سب اس قوت میں داخل ہیں) اور جتنے
گھوڑے باندھ سکو (ضرورت زمانہ کے لحاظ
سے گھوڑوں سے ٹینک اور لڑاکا طیارے وغیرہ
مراد لیے جائیں گے۔ کہ ان سے ان کے دلوں
میں دھاک بٹھاؤ

(سورة الانفال آیت

نمبر ۶۰)

جو اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن ہیں۔ یعنی کفار و مشرکین) اور ان کے سوا
کچھ اور کے دلوں میں جنہیں تم نہیں جانتے (یعنی منافقین اور کافر جنات) اللہ انہیں
جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے (یعنی مال و اسباب) تمہیں پورا دیا
جائے گا (یعنی بہت زیادہ اجر و ثواب) اور کسی طرح گھائے میں نہ رہو گے۔ (ترجمہ
کنز الایمان بتفسیر) اس آیت مبارکہ میں جہاں دشمن کے مقابلے میں جہاد کی تیاری
کرنے اور عسکری قوت بنانے کا حکم ہے وہیں جہاد فی سبیل اللہ میں اپنا مال و اسباب
خرچ کرنے کی بڑی ترغیب اور اس پر ملنے والے اجر و ثواب کا بیان بھی ہے۔ وہ
واعظین حضرات اس آیت مبارکہ میں غور کریں جو مستحبات یعنی محفل میلاد پاک اور

گیارہویں شریف وغیرہ محافل میں خرچ کرنے کی ترغیب دلاتے ہیں اور بڑے لمبے چوڑے واقعات سنا کر لوگوں کو مستحبات میں مال خرچ کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور فضائل بیان کرتے ہیں انہوں نے اس واضح آیت مبارکہ کو کیوں نظر انداز کیا ہوا ہے کہ جس میں باری تعالیٰ جل جلالہ نے جہاد میں مال و اسباب خرچ کرنے کا واضح بیان فرمایا ہے۔ حالانکہ مستحبات محافل ایک رات میں چند گھنٹوں کے لیے ہوتی ہے۔ اور وہ بھی الا ماشاء اللہ آج کل بدعات سے بہت ہی کم پاک ہوتی ہیں۔ مستحبات کی بجائے محرمات کا پلندہ بن جاتی ہیں مثلاً تصویر سازی، ریا کاری، خوشامد پرستی، ایسی مقدس محافل کے آداب کی پامالی کے لئے کیا کچھ نہیں ہوتا؟ اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ ان محافل میں خرچ کرنا ناجائز ہے بلکہ ناجائز تو وہ کام ہے کہ ضروری جگہ کو چھوڑ کر غیر ضروری کاموں میں خرچ کیا جائے اور جس جگہ خرچ کرنے کے اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کلام میں فضائل بیان فرمائے ہیں اسے بالکل نظر انداز کر دیا جائے۔ میری مراد اس تشریح سے واعظین و مقررین حضرات کو دعوت جہاد دینا ہے۔

عزیزان اسلامی:

میں جہاد کی ضرورت و اہمیت کے پیش نظر عالم اسلام پر ہونے والے مظالم کی داستان کچھ اور بیان کرنا چاہوں گا جو پہلے سے بھی زیادہ دل سوز ہے تاکہ ہمیں سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔

آہ..... صد آہ! ہائے مسلمانوں کی ذات و رسوائی۔ مقبوضہ کشمیر میں اب مساجد میں اذانوں پر پابندی لگائی جا رہی ہے فرض نمازوں کی جماعتوں پر بھی پابندی لگادی گئی

ہے اور مسلمانوں کو داڑھیاں منڈوانے پر مجبور کیا جانے لگا ہے۔ دشمنوں کی کاروائیوں سے مساجد و خانقاہوں کا تقدس بھی محفوظ نہیں۔ بزرگوں کا سالانہ عرس منانے والوں پر فائرنگ کر دی جاتی ہے۔ مزارات اولیاء کرام علیہ الرحمۃ کی عزت و حرمت کو پامال کرنے اور آگ لگانے کے بھی کئی واقعات ہو چکے ہیں۔ اگرچہ آخری دو باتیں اور ایسا کر نیوالے محل نظر ہیں..... کیوں؟ ہے یہ سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ۔

یہ بات بڑے افسوس کیساتھ کہنا پڑ رہی ہے کہ کئی اہل علم حضرات ایسے بھی ہیں جن سے جہاد کشمیر سے متعلق گفتگو کی جائے تو وہ اس مسئلے پر سنجیدگی سے غور کرنے کی بجائے طرح طرح کے سوالات و اعتراضات شروع کر دیتے ہیں مثلاً جہاد کشمیر جہاد شرعی ہے یا نہیں.....؟

جہادی تنظیمیں اپنے مفادات کی خاطر لڑتی ہیں۔ جہادی تنظیمیں فرقہ پرست جماعتیں نہیں جن کی اپنے اندر ایک نہیں۔ اگر کشمیر آزاد ہو گیا (انشاء اللہ فریز ضرور ہو گا) تو افغانستان کی طرح یہ آپس میں لڑیں گے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہم اس مسئلے پر سنجیدگی سے غور کرنے کی بجائے سامنے والے پر سوالات و اعتراضات اٹھا کر اپنی معلومات کی دھاک بٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بھاڑ میں جائیں ایسی معلومات جو مردہ ضمیروں کو بیدار نہ کر سکیں۔ حالانکہ سب سے پہلے تو ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ ہم نے اپنے کشمیری مسلم بھائیوں کو کافروں کے ظلم و ستم سے نجات کس طرح دلانی ہے اور مقبوضہ وادی کو آزاد کس طرح کرانا ہے اور اس کا صرف اور صرف واحد حل جہاد ہے اور جہاد ہی ہے باقی سب کچھ بیکار ہے۔ بعض اہل علم حضرات یہ سوال بھی اٹھاتے ہیں کیا آئمہ مجتہدین نے اپنا فرض منصبی یعنی درس و تدریس اور دین کی

اشاعت و تبلیغ چھوڑ کر جہاد کیا؟ تبلیغ دین کے لیے مدارس چلانا چھوڑ کر جہاد پر چلے جائیں.....؟ اس کے کئی جوابات ہیں پہلا جواب تو یہ کہ آئمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کا دور اسلامی خلافت کا دور تھا جس میں خلافت اسلامیہ کے عروج اور اسلامی شان و شوکت کا ڈنکا جہاد داغ عالم میں بج رہا تھا۔ اسلامی فوجیں فریضہ جہاد کو ادا کرتے ہوئے فتوحات پہ فتوحات حاصل کر رہی تھیں اور علمائے حق نے اپنے فرض منصبی کے مطابق تعلیمات اسلامیہ کی تبلیغ اور علوم و فنون کی ترویج و اشاعت میں بھرپور کردار ادا کیا۔ حکمرانوں اور دنیا داروں کو وعظ و نصیحت کرنے اور ان کے سامنے حق بیانی کی وہ اعلیٰ مثالیں قائم کیں جو انہیں کا حصہ تھا۔ خود اس وقت کے خلفاء (حکمران) بڑے بڑے علماء تھے ایسے حالات میں یہ بدگمانی کرنا کہ آئمہ مجتہدین نے جہاد نہیں کیا یہ ان پر الزام ہے بلکہ انہوں نے تو وہ جہاد کیا کہ اپنے وقت کے حکمرانوں کے بھی قبلے درست کر کے رکھے تاکہ وہ اپنے فرائض منصبی کو صحیح ادا کریں۔ خلافت عباسیہ کے دور کا نصف اول اس لحاظ سے بہت ممتاز ہے خاص طور پر عہد ہارون الرشید علیہ الرحمۃ ان کا دور بیرونی فتوحات کے لحاظ سے نہایت شاندار ہے ان کے زمانے میں رومیوں کے ساتھ خاص طور پر بکثرت معرکہ آرائیاں ہوئیں۔ بعض جنگوں میں تو خلیفہ ہارون الرشید علیہ الرحمۃ خود بھی شریک ہوئے تھے اور بعض میں خاندان شاہی کے معزز ارکان کو افسران بنا کر بھیجتے تھے۔ رومی ممالک پر تقریباً ہر سال فوج کشی ہوتی تھی خلیفہ ہارون الرشید علیہ الرحمۃ کے جذبہ جہاد اور شوق شہادت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ محدث ابو معاویہ نے ان سے یہ حدیث بیان کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری

آرزو ہے کہ اللہ عز و جل کی راہ میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں یہ حدیث سن کی روتے روتے حضرت ہارون الرشید علیہ الرحمۃ اللہ کی ہچکیاں بندھ ہو گئیں اس ولولہ کا یہ اثر تھا کہ پابندی سے وہ ایک سال حج کرتے اور ایک سال جہاد میں شریک ہوتے تھے۔ (تاریخ اسلام)

اس اعتراض کا نہایت عمدہ اور پختہ جواب تو یہی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

(اصحابی کا النجوم فباہیم اقتد یتیم اھتد یتیم) یعنی ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جس کی بھی تم پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ قربان جائیے اس بدر رسالت ﷺ اور آپ کے پیارے صحابہ کرام علیہم الرضوان پر جو لوگوں کے لیے ہدایت پانے میں ستاروں کی مثل ہیں۔ ان کی ساری زندگیاں جہاد سے عبارت ہیں۔ انہوں نے اسلام کی سر بلندی کی خاطر اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا تن، من، دھن سب کچھ قربان کر دیا۔ وہ جہاد فی سبیل اللہ میں بڑھ چڑھ کر خرچ بھی کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جہادی تیاری کے لیے لوگ اپنا مال و اسباب لا رہے تھے یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا سارا سامان لا کر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے صدیق (رضی اللہ عنہ) گھر میں کیا چھوڑ کر آئے ہو عرض کی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نام چھوڑ آیا ہوں۔ سبحان اللہ۔ کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مبارک زندگیاں ہمارے لیے مشعل راہ نہیں ہیں.....؟ قربان جائیے سرکارِ دو عالم نبی الملاحم (جنگوں والے

نبی (ﷺ) کے اس مبارک خون پر جو آپ (ﷺ) نے میدان جنگ میں اللہ جل جلالہ کے دین کی عظمت و سر بلندی کی لیے بہایا۔ بہت سے لشکر دشمن کے مقابلے میں خود روانہ فرمائے اور لشکروں کی خود بنفس نفیس قیادت فرما کر جہاد کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب حبیب کائنات، جہان ارش و سما کے سردار بلکہ مالک و مختار ہونے کے باوجود اپنے خالق و مالک جل جلالہ و تم نوالہ کی رضا و خوشنودی کے لیے اپنے نورانی خون کا نذرانہ پیش کیا۔

آج ہم محبت رسول (ﷺ) کا دم بھرتے ہیں، آپ کے شہر پاک کا نام لے لے کر جیتے ہیں، اتباع سنت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن آپ (ﷺ) کی سیرت و کردار کا ایک روشن باب اور ایک بہت بڑی سنت جسے شریعت میں مقدس ترین اور مبارک ترین فرض ہو نیکا درجہ حاصل ہے ہم نے اسے بھلا ہی دیا ہے جس عظیم الشان فریضہ اسلام کے بارے میں آیات قرآنیہ و روایات سننکڑوں احادیث مبارکہ میں اس کی ترغیب دی گئی اور فضائل و احکامات بیان کئے گئے اسے ہم نے چھوڑ ہی دیا ہے کھانے پینے کی بات آتی ہے تو کہتے ہیں کہ شہد و حلو کھانا سنت ہے لیکن جب جہاد کی بات ہوتی ہے تو ہمیں سر کا (ﷺ) کی سنت جہاد اور میدان جہاد میں مبارک خون بہانے والی سنت یاد نہیں رہتی۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوا کہ ہم تو محض چوری کھانے والے طوطے ہیں۔ جہاد سے ہمیں ڈر لگتا ہے بیوی بچے یاد آ جاتے ہیں، والدین اور بہن بھائیوں کی محبت غالب آ جاتی ہے، اپنے گھر بار اور تجارت کے مال یاد آ جاتے ہیں اپنی جان پیاری لگتی ہے۔ لیکن یاد رکھیں اگر آپ اپنے رشتہ داروں کی محبت، اعزاء و اقرباء کی محبت اور دنیا کی ہر چیز کی محبت کو اللہ اور اس کے رسول کی محبت پر قربان کر کے راہ خدا میں

جہاد کے لیے نہ نکلے تو اس کا انجام بڑا سخت ہو گا۔ یہ میں نہیں کہہ رہا..... لیجئے ہوش سمجھائے اور پڑھئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کلام میں کیا ارشاد فرماتا ہے۔

قل ان کان اباءکم
واہناؤکم و اخوانکم
وازواجکم و عشیرتکم
واموالکم اقرب فسموھا
و تجارتہم و تحشون کسا
دھا و مسکن ترضونھا
احب الیکم من اللہ
و رسولہ و جہاد فی
سبیلہ فترضوا حتی
یاتی اللہ بامرہ ط واللہ
لا یرہدی القوم
الفسقین ۵

(سورة التوبہ آیت

نمبر 24)

اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا..... اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ دین کی حفاظت کے لیے مسلمانوں پر دنیا کی مشقت برداشت کرنا ضروری

ولازمی ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے مقابلے میں دنیوی تعلقات کچھ بھی توجہ کے قابل نہیں ہیں اور اللہ (جل جلالہ) اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی محبت ایمان کی دلیل ہے۔

خدا را! اس معاملے میں غور کیجئے؛ اور ڈریئے اس وقت سے جو آنے والا ہے اور تاریخ اسلام میں مسلمانوں کے عروج و زوال کے اسباب معلوم کر کے عبرت حاصل کیجئے۔ جب عبد عباسیہ کے نصف آخر میں حکمران ورعایا عیش و عشرت کا شکار ہو گئی اور دشمنان اسلام کی سازشوں کا شکار ہوتی چلی گئی تو رفتہ رفتہ مسلمانوں کے ضعف و زوال کا وہ وقت آ گیا کہ ہلاکوں کا نے مسلمانوں کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عروس البلاد بغداد شریف پر حملہ کر دیا ہزاروں محدثین و مفسرین اور فقہاء و مدرسین کو بیک وقت شہید کر دیا اس کی فوج نے ایسا ظلم و جبر کیا کہ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں تک کو معاف نہ کیا نہ ہی ان کی فریاد پر اسے کوئی رحم آیا۔ اور مسلمانوں کا ایسا قتل عام کیا کہ چند دنوں میں مسلمان مقتولین کی تعداد سولہ لاکھ کو پہنچ گئی ہلاکوں نے شاہی کتب خانے کی تمام کتابوں کو جو صدیوں کا سرمایہ تھیں، دریائے دجلہ میں ڈبو دیا (ابن خلدون) سقوط و زوال بغداد اور عالم اسلام کے اس عظیم اور دردناک حادثے کے کیا اسباب تھے اور اس کے پس پردہ کون سی سازشیں متحرک تھیں اس کی تفصیل کے لیے تاریخ اسلام کا مطالعہ کیجئے اور عالم اسلام کے موجودہ حالات کا جائزہ لیجئے اور مسلمانوں کے خلاف ہونیوالی سازشوں کو سمجھنے کی کوشش کیجئے ورنہ یاد رکھیے اگر آپ بیدار نہ ہوئے اور اپنے دفاع کی خاطر اٹھ کھڑے نہ ہوئے تو پھر دیکھنا کئی ہلاکوں اور کئی

ڈاکو آئیں گے جو آپ کو تمام تر سامان عیش و عشرت سمیت اٹھا کے مندر میں پھینک دیں گے اور آپ کچھ بھی نہیں کر سکیں گے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت تو ان کے ساتھ ہے جو اس کے دین کی حفاظت کے لیے میدان عمل میں نکل آئیں۔ جیسا کہ رب العالمین جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے۔ اے ایمان والو! اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کریگا (تمہارے دشمن کے مقابلے میں) اور تمہارے قدم جمادے گا (معرکہ جنگ میں) (القرآن) میں جہاد کی ضرورت و اہمیت کے پیش نظر قطع نظر عالمی حالات کے صرف کشمیری مظالم کی مختصر رپورٹ ضرور پیش کروں گا شاید کوئی بات ہمارے دل پر اثر کر جائے اور ہمارا سو یا ہوا ضمیر انگڑائی لے کر جاگ اٹھے۔ روزنامہ اوصاف اسلام آباد 22 جون 2000ء، برطابق 18 ربیع الاول 1421ء میں لکھتا ہے کہ انسانی حقوق کی مختلف ریاستی اور بین الاقوامی تنظیموں، حریت پسند عسکری تنظیموں، سیاہی جماعتوں اور بعض ریاستی اداروں سے اکٹھے کئے گئے اعداد و شمار کے مطابق جنوری 1990ء سے اکتوبر 1999ء تک ریاست جموں و کشمیر میں موجودہ چھ لاکھ سے زائد بھارتی افواج اقوام متحدہ سے تسلیم شدہ حق خود ارادیت مانگنے کی پاداش میں 64720 کشمیری عوام کو شہید اور 40800 کو معذور کر دیا، 655 طالب علموں کو زندہ جلا دیا، 188881 افراد نارچریلوں اور جیلوں میں انسانیت سوز مظالم کا نشانہ بنائے گئے۔ 450 خواتین بھارتی فوجیوں کی طرف سے اجتماعی عصمت دری کے نتیجے میں شہید ہوئیں۔ 710 مساجد، اسلامی مدارس اور سکول نذر آتش کئے گئے جب کہ 37945 رہائشی مکانات اور دکانیں بھی راکھ کے ڈھیروں میں تبدیل کر دی گئیں۔ اعداد و شمار کے مطابق بھارتی افواج کی طرف سے عرصہ حیات تنگ کر دیئے

جانے کے نتیجے میں لگ بھگ 320500 عورتیں، مرد اور بچے ہجرت پر مجبور ہوئے۔ مقبوضہ کشمیر سے ہجرت کرنے والی عوام کی اکثریت نے آزاد کشمیر کا رخ کیا۔ مالی نقصان کے حوالے سے باغات، کھیتوں، کھلیانوں کی تباہی گھر بار دوکانوں اور جائیداد کی تباہی اور صنعتوں کی بندش سے ہونے والے نقصان کا تخمینہ اربوں روپے ہے۔ یاد رہے کہ یہ رپورٹ صرف 10 سال کے دوران کی ہے اس سے پہلے کے مظالم اس کے علاوہ ہیں اور اس کے بعد تو بھارتی ظالمانہ کاروائیوں میں مزید شدت آگئی ہے جس میں شعائر اسلامیہ پر پابندی لگانا سرفہرست ہے۔

ذرا غور فرمائیے کہ یہ سب کچھ کس پر بیت رہا ہے.....؟ کیا یہ مظلوم مسلمان ہمارے بھائی نہیں.....؟ اگر ہیں تو پھر ان کی مدد و نصرت کے لیے اور انہیں ظلم و ستم سے آزاد کرنے کے لیے کیوں نہیں اٹھتے.....؟

میرے اسلامی اور پاکستانی بھائیو! دوسرے مسلمان بھائیوں کی تکلیف کو محسوس کرو عالم اسلام کے دل سوز حالات سے اپنے دل میں رقت پیدا کرو، عالم اسلام اور اہل اسلام پر ڈھائے جانے والے مظالم کو اپنا ہی دکھ سمجھو تو انشاء اللہ العزیز تمہیں بیدار ہوتے ہوئے دیر نہیں لگے گی۔ لوگ تو اسلامی رشتے کو بھول کر محض انسانیت و قومیت کی بنا پر حصول حقوق کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اور کلاشکوفیں اٹھائے بھڑکیں لگا رہے ہیں، اسلامی رشتے کی پرواہ کئے بغیر آپس ہی میں دست و گریبان ہیں۔ ایک دوسرے کو مارتے ہوئے نہ گھبراتے ہیں نہ شرماتے ہیں (جب کہ یہ بھی دشمنان اسلام ہی کی ایک چال ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑواتے رہیں) ایسا کیوں

ہے ایسا کونسا جذبہ ہے جس نے انہیں لڑکر رست مرنے کے لئے تیار کر دیا ہے.....؟ دراصل ایسے لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی گئی ہے کہ تمہارے حقوق سلب کر لیے گئے ہیں، تم پر ظلم کیا جا رہا ہے افسوس یہ کہ نو جوان دنیوی حقوق کے حصول کے لیے اتنے جذباتی ہو گئے ہیں کہ انہیں یاد ہی نہ رہا کہ محض دنیوی حقوق کے حصول کے لیے مسلمانوں کا ایک دوسرے کو مارنا اس میں نہ کوئی شہادت ہے نہ ثواب بلکہ بہت بڑا عذاب اور گناہ ہے۔

آہ..... ہماری غیرت کہاں سو گئی.....؟ ہمارے اسلامی حقوق چھین لیے گئے ہیں۔ کفار اور ان کے آل کا اسلامی نظریات و عقائد پر حملہ آور ہو چکے ہیں اور ہمارا بہت بڑا نقصان کر چکے ہیں لیکن ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا و خوشنودی کے لیے اسلام کی عظمت و سر بلندی کے لیے میدان جہاد میں نکلتے ہوئے خوف آتا ہے حالانکہ اس موت میں بہت بڑا ثواب اور جنت کی اعلیٰ نعمتیں ہیں جو شہید کو راہ خدا میں جان دیتے ہی دکھا دی جاتی ہے بلکہ بہت سی قیامت سے پہلے ہی عطا کر دی جاتی ہیں۔

برادران ملت! یاد رکھئے اپنے ہی ملک میں احتجاجی مظاہرے کرنے مذہبی قرار و ادیس پیش کرنے۔ اپنے ہی ہم وطنوں پر ڈنڈے چلانے، اور سرکاری عمارات کا گھیراؤ کرنے سے حقوق نہیں مل سکتے۔ آپ اپنے اسلامی حقوق کے حصول کے لیے اپنے خون کا آخری قطرہ بہا دینے کا عزم لیے ہوئے ہیں تو آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کے مذہبی حقوق پاکستانی عوام نے نہیں بلکہ کفار و مشرکین اور یہود و ہنود نے چھین رکھے ہیں۔ اور ان سے اپنے حقوق واپس لینے کا واحد اور واحد حل صرف اور

صرف جہاد ہے۔ دشمنان اسلام انگیریز پر فریب کے کارندے ہمارے ہی ملک میں دندناتے پھرتے ہیں لیکن شاید ہم انہیں پہچاننے سے قاصر ہیں اور اپنے ہی مسلمان بھائیوں پر الزام تراشی شروع کر دیتے ہیں مثال کے طور پر تمام اہل ایمان حضور ﷺ کے سچے غلام ہر سال پوری دنیائے اسلام میں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں جلوس نکالتے ہیں اور جگہ جگہ پر چم نی ﷺ کو بلند کرتے ہیں یہ سلسلہ صدیوں سے چلا آ رہا ہے قرآن وحدیث میں اس کے بے شمار دلائل موجود ہیں لیکن میلاد پاک کے اس مقدس اور بابرکت جلوس پر پتھراؤ ہو جاتا ہے ایک بار نہیں کئی بار ایک جگہ نہیں کئی جگہ پر چم رسول ﷺ کی توہین کی جاتی ہے۔ اے میرے برادر عزیز! ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر بتانا ایسا کون کرتا ہے.....؟ خدا کی قسم جس شخص کے دل میں ذرا برابر بھی ایمان ہے وہ تو ایسی جسارت کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ پھر ہمارے ہی وطن میں نبی پاک ﷺ کی شان اقدس میں توہین آمیز کتابوں کی نشر و اشاعت کب سے جاری ہے۔ یہ سب کچھ کیا ہے.....؟ کفر کے مختلف رنگ ہیں۔ پھر ذرا غور فرمائیے: ہمارے اسلامی ملک پاکستان میں رحمت مسیح جیسے خناس گستاخان رسول ﷺ کو باعزت بری کر دیا جاتا ہے اور 1971ء میں تحفظ ختم نبوت کی خاطر ہزاروں علماء و مشائخ کو اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنا پڑتا ہے چلو یہ تو پہلے کی بات ہے موجودہ حکمرانوں نے جب آئین پاکستان کو معطل کر کے عارضی آئین پی۔سی۔ او نافذ کیا تو علماء کرام نے اسلامی دفعات کو پی۔سی۔ او میں شامل کرنے کا مطالبہ کیا جو بڑی کوششوں کے بعد منظور تو کر لیا گیا لیکن اس پر عمل درآمد ایسا ہے کہ ملک پاکستان میں جگہ جگہ گستاخان رسول ﷺ دندناتے پھر رہے ہیں اور منکرین نبوت قادیانی خناس اپنی ناپاک سرگرمیوں میں

مصروف عمل ہیں انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں اگر مسلمانوں کے بھرپور احتجاج کے بعد حکمران اس طرف توجہ کریں بھی تو ان کے خلاف کارروائی کرنے میں پس و پیش سے کام لیا جاتا ہے میرا آپ سے سوال ہے کہ جہاں اسلام کا بنیادی عقیدہ ختم نبوت بھی محفوظ نہ ہو وہاں دیگر حقوق کا مطالبہ کرنا کیسا ہے.....؟ یقیناً بعید از قیاس ہے۔ ذرا سوچئے کیسی ذلت و رسوائی ہے کہ ہمارا ملک پاکستان جو بظاہر ہمارا وطن ہے درحقیقت سوچئے کے قبضے میں ہے یہود و نصاریٰ نے ہمارے ملک پاکستان کو اندرونی اور بیرونی سطح پر اپنے ناپاک پٹیوں میں دبوج رکھا ہے۔ جہی تو کلمہ طیبہ کی صداؤں میں اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنے والی مملکت میں لاکھ جتن کرنے کے باوجود ابھی تک اسلامی نظام نافذ نہیں ہو سکا۔ بتائیے کیا ایسے حالات میں آپ کو حقوق مل سکتے ہیں.....؟ قیامت تک نہیں مل سکتے جب تک کہ آپ جہادی قوت تیار کر کے دشمن کی گردن مروڑ کر اپنے آپ کو آزاد نہ کر لیں کیونکہ اس کمزوری و پستی سے نکلنے کا واحد حل جہاد ہے۔ اس لیے ہمیں اپنی فکر و شعور کی پرواز کو بلند کر کے سوچنا ہوگا۔ جس پرواز کے بارے شاعر مشرق نے کہا۔

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر

تو شاہین ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

مسجدوں اور خانقاہوں سے نکل کر مدارس و کتب کی حدود کو توڑتے ہوئے نہ

کہ چھوڑے ہوئے سفر جہاد کی گھاٹیاں عبور کرنے کے لیے ساز و سامان تیار کرنا ہی

پڑے گا۔ کتب اسلامیہ کی تصنیف و اشاعت اگرچہ اچھا کام ہے اسلامی جلسات

واجتماعات اگرچہ بہت اچھا کام ہے۔ لیکن یہ اسلام کی شان و شوکت اور عروج و بلندی

کا ذریعہ نہیں بلکہ تعلیمات اسلامیہ کی بقاء اور تشریح و اشاعت کا ذریعہ ہے جب کہ اسلام کی بلندی و عروج کا ذریعہ جہاد ہے۔

آپ اگر بڑے بڑے اجتماعات کے ذریعے دشمنان اسلام کو چیلنج کرتے ہیں تو یہ آپ کی خوش فہمی ہے آپ کے لاکھوں کے اجتماعات سے دشمن کو کوئی خطرہ نہیں ہے اسے اگر خطرہ ہے تو آپ کے اندر جذبہ جہاد بیدار ہو جانے سے ہے۔ اسی لیے مفکرین اسلام کہتے ہیں کہ جہاد درحقیقت وہ ہے جسے دشمنان اسلام چیلنج سمجھیں۔

سید الشہد نواسہ رسول ﷺ خدا عز و جل حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ہم جن کی غلامی کا دم بھرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے غلاموں اور خاندان رسالت مآب ﷺ کے ماہ پاروں اور خود اپنے مبارک خون سے شجر اسلام کی آبیاری کی۔ اللہ اکبر اللہ ایسی بے مثال قربانیاں جن کی مثال کائنات میں نہیں ملتی یہاں تک کہ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے اپنے ننھے سے جگر پارے گلشن رسالت کے ناشگفتہ پھول سیدہ فاطمہ بتول (رضی اللہ عنہ) کی آنکھوں کے نور شہزادہ علی اصغر کو خود اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر بارگاہ خداوندی میں نذر کر دیا ایسی لازوال قربانیاں کہ جنہیں چشم فلک نے سرخ ہو کر فرش زمین نے خون اگل کر بدیہ تہر یک پیش کیا یقیناً حوران و ملوک نے بھی اس رشک ارم کا رواں کو اپنے آنسوؤں کے ساتھ صد آفریں کہا ہو گا یہ سب کچھ کیوں ہوا۔؟ بات صرف اتنی تھی کہ یزید لعین نے برملا شریعت محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت شروع کر دی اس کی بدکرداری سے عمارت اسلام کے منہدم ہونے کا خطرہ تھا۔ حضرت سید الشہداء رضی اللہ عنہ نے ہر وقت اقدام کیا فریضہ جہاد کو ادا کرتے ہوئے نہ صرف خود بلکہ سارے خانوادہ نبوت کو راہ خدا عز و جل میں اسلام کی

عظمت و سر بلندی کے لیے قربان کر کے اپنے نانا جان محبوب ﷺ رب رحمن جل جلالہ کے دین کو بچالیا اور امت مسلمہ کو یہ درس دے دیا کہ دین کی حفاظت محض درس و تفریر سے نہیں بلکہ اپنے خون سے کی جاتی ہے۔

آج دین اسلام کے ساتھ کیا کچھ نہیں ہو رہا دشمنوں نے مسلمانوں کو ٹی۔وی۔سی۔آر اور فلموں ڈراموں کے ذریعے دین سے ایسا دور کر دیا ہے اور مسلمانوں کی فکر و شعور کو ایسا مفلوج کر دیا ہے۔ کہ مسلمان خود ہی شعار اسلام کا مذاق اڑانے میں مصروف ہیں۔ اگر مسلمان غالب ہوتے تو عالمی ذرائع ابلاغ اور میڈیا پر اسلامی تعلیمات کو عام نہ کیا جاتا۔۔۔۔۔؟ یقیناً ایسا ہی ہوتا اور ایسا ہی ہونا چاہیے تھا لیکن قسمت میں یہ بد نصیبی کے دن لکھے تھے۔ اسلام کے غلبے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ کیونکہ یہ دین اللہ کا ہے اور زمین بھی اللہ کی ہے۔ تو بات چل رہی تھی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی قربانیوں کی۔

ہم ان کے نقش قدم پر ماہ محرم میں اس طرح چلتے ہیں کہ اچھے اچھے کھانے کھا کر ٹھنڈے میٹھے مشروبات پی کر آنسوؤں کے چند قطرے بہا دیتے ہیں اور یہ آنسو بہانا بھی کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ کتنی بے وفائی ہے شہداء اسلام کے مبارک خون کے ساتھ کیا یہی سیرت امام حسین رضی اللہ عنہ ہے۔۔۔۔۔؟ ہماری ان اداؤں سے روح امام حسین رضی اللہ عنہ بھی بے قرار ہوتی ہوگی۔ میرے پیارے بھائیو! مت گھبراؤ مجاہدین لشکر اسلام کی صفوں میں شامل ہو کر دشمن کے مقابلے میں بنیاد موصوع (سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاؤ) انشاء اللہ العزیز آپ ہی کامیاب ہوں گے۔

یا باری تعالیٰ ہم تیری بارگاہ عالی جناب میں وہی دعا کرتے ہیں جس خواہش

کا اظہار تیرے پیارے نبی ﷺ نے کیا اور فرمایا میری خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ
میں شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر شہید کیا جاؤں

آمین بحرست سید المرسلین
وخاتم النبیین علیہ التَّحیَّۃ والتَّسْلِیْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الذکر حاجتی ام قد کفانی
حیاؤک ان شیمتک الحیاء
کریم لا تغیرہ ذنوب
عن الخلق الکریم و لا جفاء
رسول اللہ فضلک لیس یحصى
و لیس لجودک السامی انتہاء
فان اکرمتنا دنیا و اخری
فلیس البحر ینقصہ الدلاء

المديح النبوی للامام احمد رضا البریلوی
والشعر الاول للشاعر الجماسنی

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس کی عظمت پہ صدقہ و قارِ حرم
جس کی زلفوں پہ قرباں بہارِ حرم

نوشہ بزمِ پروردگارِ حرم
شہرِ یارِ ارم تاجدارِ حرم

نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

پہلوئے خدائی کی شہنشاہی
قیمتِ مہمان کی ہم پاستِ مہربانی
قربان ہیں اس بات پہ لاکھوں سلام
دلگزی سب سے مہمان ہیں اس بات پہ لاکھوں سلام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پیش نظر وہ نو بہار سجے کو دل سے بے قرار
 روکے سر کو روکے ہاں ہی امتحان ہے
 خوف نہ رکھ رضا ذرا تو ہے عجب مصطفیٰ ^{صلی اللہ علیہ وسلم}
 تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے

از ایضہ قائل بریلوی

تَبْلُغُ الْعُلَى بِحَمْدِهِ
كَسَفَتْ لَدُنْهُ كَمَالَهُ
خَسَنَتْ تَمَجُّدُ خُصَالِهِ
صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ